

دہشت گردوں نے برطانیہ نہیں مسلمانوں پر بھی حملہ کیا ہے

لندن (رپورٹ، آصف ڈار) برطانوی وزیراعظم ڈیوڈ کیمرن نے کہا ہے کہ اسلام میں دوجہ جیسے دہشت گردی کے واقعات کا کوئی جواز پیش نہیں کیا گیا اور دوجہ میں برطانوی فوجی قتل کرنے کی ذمہ داری انفرادی طور پر ان دو افراد پر عائد ہوتی ہے۔ جمعرات کے روز اپنی رہائش نمبر 10 ڈاؤنگ سٹریٹ کے باہر صحافیوں کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے وزیراعظم کیمرن نے کہا کہ اس ظالمانہ واقعہ کا ذمہ دار مسلمانوں کو ٹھہرایا نہیں جا سکتا۔ وزیراعظم کے علاوہ وزیر داخلہ تھریسا، میئر آف لندن بورس جانسن اور بعض دوسرے لیڈروں نے بھی اس واقعہ کی مذمت کرتے ہوئے مسلمانوں کو اس سے مبرا قرار دیا ہے۔ وزیراعظم کیمرن نے کہا کہ فوجی قتل محض دہشت گردی کا ایک واقعہ ہے اور دہشت گردوں کو شکست دینے کے لئے ضروری ہے کہ لوگ اپنی زندگیوں کو معمول کے مطابق گزاریں۔ وزیراعظم نے کہا کہ دہشت گرد برطانوی عوام کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ دہشت گردی کی کاروائیوں میں مصروف ہیں تاہم وہ برطانوی کمیونٹیز کو تقسیم کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ برطانیہ دہشت گردی کے سامنے کبھی نہیں جھکے گا۔ دوجہ میں ہونے والا حملہ صرف برطانیہ اور برطانوی طرز معاشرت پر ہی نہیں ہے بلکہ یہ اسلام اور ان مسلم کمیونٹیز کی بھی نفی ہے جو برطانوی معاشرے میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کسی کو بھی اس قسم کے گھناؤنے واقعات کی اجازت نہیں دیتا۔ انہوں نے کہا کہ برطانیہ کے سارے عوام متحد ہو کر اس طرح کی دہشت گردی کو ناکام بنائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ پولیس اور سیکورٹی ادارے انتہا پسندوں کو ناکام بنانے کے لئے دن رات کام کرنے میں مصروف ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انتہا پسندی کا مقابلہ کرنا سب کی ذمہ داری ہے۔ ساری کمیونٹیز کو متحد ہو کر اس کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ وزیراعظم کیمرن نے کہا کہ جن لوگوں نے برطانیہ کے عوام کو تقسیم کرنے کی کوشش کی ہے وہ ناکام ہوں گے۔ دہشت گردی کے اس قسم کے بزدلانہ حملے برطانوی کمیونٹیز کو مزید طاقتور بنائیں گے ان سے لڑنے کا حوصلہ دیں گے۔ وزیراعظم ڈیوڈ کیمرن نے اس بات کا بھی اعتراف کیا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں سب سے زیادہ قربانیاں مسلمانوں نے دی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ برطانوی حکومت دہشت گردی اور انتہا پسندی کا خاتمہ کرنے کے لئے اپنے انٹرنیشنل شراکت داروں کے ساتھ مل کر کام کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ لوگ اپنی معمول کی زندگی کو برقرار رکھ کر دہشت گردی کو شکست دے سکتے ہیں۔ جبکہ میئر آف لندن بورس جانسن نے کہا ہے کہ دوجہ کے واقعہ کی ذمہ داری مسلمانوں پر ڈالنا غلط ہوگا۔ ”کو برا“ کے اجلاس میں شرکت سے قبل انہوں نے کہا کہ اس حملے کی ذمہ داری نہ مسلمانوں پر ڈالی جا سکتی ہے اور نہ اس کی ذمہ دار برطانیہ کی خارجہ پالیسی کو قرار دیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک یا دو افراد کے انفرادی حملے میں مسلمانوں کو ملوث کرن درست نہیں ہے۔ انہوں نے لندن کے لوگوں سے کہا کہ وہ اپنی معمول کی زندگی کو متاثر نہ ہونے دیں۔ انہوں نے کہا کہ دوجہ میں ہونے والا واقعہ انفرادی نوعیت ہے۔ اس سلسلے میں لوگوں کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے کہا کہ پولیس نے اس واقعہ کے بعد بہت بردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنا کردار ادا کیا ہے۔ برطانوی فارن آفس کی سینئر وزیر بیرنس سعیدہ وارٹی نے اس واقعہ کو انتہائی بزدلانہ قرار دیا اور کہا کہ یہ حملہ کمیونٹیز کو تقسیم کرنے کے لئے کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کی بھاری اکثریت پر امن ہے اور دہشت گردی کی مذمت کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گرد اس قسم کی کارروائیاں کر کے برطانوی طرف معاشرت کو تہلیل کرنا چاہتے ہیں مگر وہ اپنے ان گھناؤنے عزائم میں کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ برطانیہ مسلمانوں کا بھی ملک ہے اور مسلمانوں نے اس ملک کے لئے بہت قربانیاں دی ہیں، نائب وزیراعظم ٹک کلیگ نے اس واقعے کی مذمت کرتے ہوئے مسلمانوں کی ساری تنظیموں نے فوری طور پر آگے بڑھ کر اس واقعہ کی مذمت کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمان پر امن شہری ہیں اور ان کے درمیان نفرت ہونے والے کبھی کامیاب نہیں ہوں گے۔

دو لچ میں فوجی کے قتل کے بعد EDL کے مساجد پر حملے، فسادات کا خطرہ

لندن (رپورٹ: آصف ڈار) دو لچ میں دو دہشت گردوں کی جانب سے ایک برطانوی فوجی کو ہلاک اور اس کا سر قلم کرنے کی کوشش کے واقعے کے بعد برطانوی مسلمانوں پر حملے اور فساد کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے اور کیونٹی لیڈروں نے اس حوالے سے مسلمانوں کو چوکنا رہنے کی ہدایت کی ہے۔ دو لچ کے اس اندوہناک واقعے کے بعد دائیں بازو کی نسل پرست جماعت انگلش ڈیفنس لیگ کے کارکنوں نے مساجد پر حملے کے اور مسلمانوں کے خلاف مظاہرہ کیا۔ اس دوران فسادات کو کنٹرول کرنے والی پولیس طلب کر لی گئی جس کے ساتھ کئی مرتبہ مظاہرین سختہ گستاہو گئے اور دو لچ کا ایک علاقہ رات گئے تک میدان جنگ بنا رہا۔ دوسرے قریب مظاہرین دو لچ آرسل ٹرین اسٹیشن کے قریب مین سکوائر کے پاس جمع ہوئے ان میں سے اکثر نے نقاب پہن کر اپنے چہرے چھپائے ہوئے تھے۔ پولیس نے انہیں آگے بڑھنے سے روکا تو ان نسل پرستوں نے پولیس پر بوتلوں سے حملے کئے اور انہیں گالیاں بھی دیں۔ دو لچ حملے کے بعد EDL کے مظاہرین کو مسلمانوں کے خلاف جذبات کا اظہار کرنے سے روکنے کے لئے پولیس کی بڑی تعداد کو علاقے میں بھیج دیا گیا تھا۔ اس کے باوجود ای ڈی ایل کے کارکنوں نے دو مساجد پر حملے کئے اور پولیس نے اس کے نتیجے میں دو افراد کو گرفتار کر لیا۔ ای ڈی ایل کے کارکنوں کو رات نو بجے ای ڈی ایل کے لیڈر ٹومی رائسن نے ٹوئٹر کے ذریعے جمع ہونے کے ہدایت کی تھی۔ ایکس کے علاقے برین ٹری میں پولیس نے ایک 43 سالہ مشکوک شخص کو گرفتار کر لیا جو چاقو لے کر مسجد کے اندر داخل ہو رہا تھا۔ جبکہ پولیس نے کینٹ کی کنٹر بری سٹریٹ کی مسجد پر حملے کے الزام میں بھی ایک شخص کو گرفتار کر لیا ہے۔ اس مسجد میں نسل پرستوں نے بحرماند انداز میں توڑ پھوڑ کی۔ ادھر لارڈ نذیر احمد، لارڈ قربان حسین، نیدم علما فورم کے سہیل باوا، سنی اتحاد کونسل کے علامہ قاضی عبدالعزیز چشتی، معروف مذہبی رہنما علامہ قاری ارشد جمیل، مسلم کونسل آف برٹین ایسوسی ایشن آف پاکستانی لائزز کے ہیڈ ماسٹر امجد ملک اور دیگر تنظیموں کے رہنماؤں نے دہشت گردی کے اس واقعے کی مذمت کرتے ہوئے مسلمانوں کو خبردار کیا ہے کہ وہ ای ڈی ایل کے نسل پرستوں سے چوکنا رہیں کیونکہ بعض جگہوں پر چند سرچھرا افراد کا رروائی کر سکتے ہیں۔ ان رہنماؤں نے مسلمانوں کو مشورہ دیا ہے کہ اگر کوئی اس قسم کے حملہ کرے تو جوابی کارروائی کی بجائے اس کی اطلاع فوری طور پر پولیس کو دی جائے۔ مسلمانوں کو اس بات سے بھی خبردار کیا گیا ہے کہ آج (جمعہ کو) مساجد کی خصوصی طور پر دیکھ بھال کی جائے۔ واضح رہے کہ ناٹجیرین نژاد دو دہشت گردوں نے بدھ کے روز تقریباً ڈھائی بجے دن دو لچ میں ایک برطانوی فوجی کو مار سے نکر ماری اور اس کے بعد وہاں موجود درجنوں لوگوں کی موجودگی میں اسے ٹو کے اور چاقو کے وار کر کے قتل کر دیا۔ ان دونوں نے بعد میں فوجی کی لاش کو سڑک کے درمیان لا کر اس کا سر قلم کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے لوگوں سے یہ بھی کہا کہ فوجی کو مارتے ہوئے ان کی ویڈیو فلمیں اور تصاویر بنائیں تاکہ ان کو پوری ٹیلی ویژن پر ٹیلی کاسٹ کیا جاسکے اور اخبارات میں شائع کیا جاسکے۔ ان میں سے ایک نے اپنی تقریر کی ویڈیو بھی بنوائی جو انٹرنیٹ اور ٹیلی ویژن چینلز نے آن آئر بھی کی۔ اس میں یہ سیاہ فام نام نہاد مسلمان لوگوں کو مخاطب کہہ کر کہتا ہے کہ ”کیا تم سمجھتے ہو کہ سیاستدان مر جائیں گے؟ نہیں۔ سیاستدان نہیں بلکہ عام لوگ مریں گے۔ تم مرو گے اور تمہارے بچے مریں گے۔ لہذا ان لیڈروں سے چھٹکارا حاصل کرو اور اپنی فوج کو (مسلمان ممالک سے) واپس بلاؤ تاکہ تم امن کے ساتھ رہ سکو“۔ ایک عینی شاہد نے بتایا کہ پولیس نے نوک اور چاقو ہاتھ میں لئے تقریر کرنے والے شخص کے پاس جانے کے لئے اپنی کار سے نکلنے کی مہلت ہی نہیں ملی کیونکہ وہ پولیس پر بھی حملہ آور ہو رہا تھا۔ پولیس نے جب اسے ٹوکے اور چاقو سمیت اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو اس گولی ماری۔ جبکہ دوسرے نے پولیس پر ہینڈ گن تان لی۔ جس پر پولیس کو اس پر بھی فائرنگ کرنا پڑی۔ یہ دونوں الگ الگ ہسپتالوں میں پولیس کی نگرانی میں زیر علاج ہیں۔ پولیس یہ جاننے کی کوشش کر رہی ہے کہ آیا ان کا القاعدہ یا کسی دوسرے اسلامی انتہا پسند گروپ کے ساتھ تعلق ہے یا پھر انہوں نے اس واقعے کی انفرادی سطح پر منصوبہ بندی کی۔ تاہم یہ ساری معلومات پولیس کو اس وقت مل سکتی ہیں جب وہ ان دونوں سے انٹرویو کرے گی۔ برطانوی اخبارات نے ان دونوں کی کارروائی کی جتنی بعض تصاویر شائع کی ہیں۔ ان میں سے ایک کو ایک تصویر میں ایک عورت کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ دی ٹیلی گراف کے مطابق کیوب سکوڈ لیڈر انگریڈ لویا کینٹ نامی اس خاتون نے نوک بردار شخص سے کہا کہ اس نے اپنے ہاتھ میں جو کچھ اٹھا رکھا ہے وہ اسے دیدے۔ عورت نے بتایا کہ اس شخص کے ہاتھوں پر خون لگا ہوا تھا۔ اس نے سوچا کہ وہ اس کے ساتھ باتیں کر کے اسے مصروف کرے تاکہ وہ کسی اور حملہ آور نہ ہو جائے۔ عورت نے کہا کہ سیاہ فام شخص نے اسے بتایا کہ جس کو اس نے مارا ہے وہ برطانوی فوجی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ ”میں نے اس کو اس لئے مارا کیونکہ اس نے مسلمانوں کو مارا ہے۔ میں عراق اور افغانستان میں ان فوجیوں کی موجودگی سے تنگ آ گیا ہوں۔“ دو بچوں کی ماں نے کہا کہ اس نے اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر اس شخص کے ساتھ گفتگو کی اور اسے ہتھیار پھینکنے کے لئے آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ اس نے کامیابی کے ساتھ سیاہ فام کا دھیان باتوں میں لگایا۔ اس دوران دہشت گرد نے عورت کو بتایا کہ وہ چاہتا ہے کہ آج رات لندن میں جگ شروع ہو جائے۔ 48 سالہ مسز لویا 53 بس سے اتری اور اس نے مرنے والے فوجی کی نبش بھی چیک کی۔ اس نے بتایا کہ سیاہ فام شخص ہاتھوں میں چاقو اور نوک لے کر اس کے طرف آیا اور اسے کہا کہ وہ لاش سے دور ہٹ جائے۔ اس نے بتایا کہ جس سے وہ باتیں کر رہی تھی اس نے ہتھیار اٹھا رکھے تھے جبکہ اس پیچھے جو دوسرا شخص کھڑا تھا اس کے پاس بھی ہتھیار تھے۔ دریں اثناء مسلمانوں کی تنظیموں اور لیڈروں نے بڑے پیمانے پر اس واقعے کی مذمت کی ہے۔ لارڈ نذیر احمد نے جگ لندن کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے دو لچ میں برطانوی فوجی کو جنونی افراد نے ہلاک کیا ہے۔ ان کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس بارے میں وزیر اعظم دیوڈ کیمرن اور میسر آف لندن بورس جانسن نے مدبرانہ بیانات دے کر اعلیٰ قیادت کا مظاہرہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلم کیونٹی اس قدر مثبت بیانات پر وزیر اعظم کیمرن اور بورس جانسن کی شکر گزار ہے۔ ان کے بیانات کے نتیجے میں کشیدگی میں کمی ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ ان دونوں نے درست کہا ہے کہ بعض افراد کی دہشت گردی کا الزام سارے مسلمانوں پر لگایا نہیں جاسکتا۔ انہوں نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ کچھ عرصہ محتاط رہیں اور اگر ان کے ساتھ کوئی شرانگیزی کرے تو وہ فوری طور پر اس کی اطلاع پولیس کو دیں۔ لارڈ قربان حسین نے کہا کہ اس قسم کے جنونی افراد کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ یہ واقعے انتہائی دو لچ میں فوجی کے قتل کے بعد EDL کے مساجد پر حملے، فسادات کا خطرہ

لندن (رپورٹ: آصف ڈار) دو لچ میں دو دہشت گردوں کی جانب سے ایک برطانوی فوجی کو ہلاک اور اس کا سر قلم کرنے کی کوشش کے واقعے کے

اسلام کے نام پر برطانوی مسلمانوں سے دشمنی... ڈیٹ لائن لندن ... آصف ڈار

جب برطانیہ کی کسی سٹریٹ میں کوئی ٹوکہ اور چاقو اپنے لہو آلود ہاتھوں میں لئے ہوئے یہ تقریر کر رہا ہوگا کہ وہ مسلمان ہے اور اسلام میں آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت لیا جاتا ہے تو کیا برطانیہ کے لوگ یہ سوچنے پر مجبور نہیں ہوں گے کہ آیا ان کی گلیوں میں طالبان آگے ہیں؟ پھر یہ واقعہ تو دن دیہاڑے دیدہ دلیری کے ساتھ ہوا ہے۔ برطانوی فوجی کو درجنوں افراد کے سامنے قتل کیا گیا اور پھر اس کا سر تن سے الگ کرنے کی کوشش کی گئی۔ ان افراد کے چہروں پر خوف کے کوئی آثار نہیں تھے اور وہ وہاں پر موجود لوگوں سے یہ بھی کہہ رہے تھے کہ وہ ان کی باتوں کو ریکارڈ کریں۔ ان کی ویڈیو فلمیں بنائیں اور تصاویر اتاریں تاکہ ان فلموں کو ٹیلی ویژن ٹیلی کاسٹ کریں اور اخبارات والے انہیں شائع کریں۔ ان دونوں کے اس گھناؤنے اقدام کے بعد اگر برطانوی اخبارات یہ لکھیں گے کہ کیا برطانیہ کی گلیوں میں اب لوگوں کے سر قلم کئے جائیں گے؟ تو یقیناً اخبارات حق بجانب ہوں گے۔ ٹیلی ویژن پر تبصرہ کرنے والے بھی اس حوالے سے القاعدہ کو ملوث کریں گے اور دہشت گردوں کو تربیت دینے کیلئے پاکستان کی سرزمین استعمال ہونے کا معاملہ سامنے آئے گا تو کسی کے منہ کو بند نہیں کرایا جاسکے گا۔ انہوں نے اللہ کا نام لے کر یہ گھناؤنا کام کیا اور پھر 20 منٹ تک جائے وقوعہ پر تقریریں کرتے رہے ہیں۔ پولیس آئی تو انہوں نے اس پر بھی حملہ کر دیا۔ دو افراد نے سارے مغربی میڈیا کے سامنے مسلمانوں کی اس قدر وحشیانہ انداز میں تصویر کشی کی ہے کہ خود مسلمانوں کو اس پر سخت شرم آ رہی ہے۔ اس ایک واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ دہشت گرد خواہ مٹھی بھر ہی کیوں نہ ہوں مگر وہ بھاری اکثریت کی تباہی کا راستہ ہموار کر سکتے ہیں۔ ان دونوں نے نجانے کونسی ذہنی حالت میں یہ گھناؤنا اقدام کیا ہوگا کہ جس کی وجہ سے نہ صرف برطانیہ بلکہ پوری مغربی دنیا کے سارے مسلمانوں کی زندگیاں خطرے میں پڑ گئی ہیں۔ اس واقعہ کے فوراً بعد برطانیہ کی مساجد پر حملے شروع کر دیئے گئے ہیں۔ اس واقعے کے بعد نسل پرست پارٹیوں انگلش ڈیفنس لیگ اور بی این پی نے اپنے ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے لئے مسلمانوں کے خلاف بھرپور مہم شروع کر دی ہے۔ اگرچہ برطانوی پولیس نے فوری اقدام کر کے ای ڈی ایل کے بعض افراد کو گرفتار کر لیا اور ان کو مسلمانوں پر حملے کرنے سے روک دیا۔ مگر اس بات کا غالب امکان ہے کہ کم از کم برطانیہ کے مختلف شہروں میں اس واقعہ کے خلاف مزید ردعمل ہوگا۔ دائیں بازو کے نسل پرست یقیناً مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ ان کے کاروبار کو بھی نقصان پہنچانے کی کوششیں کی جائیں گی۔ ان دو افراد نے اپنی جنونیت کی آڑ میں مسلمانوں کو عدم تحفظ کا شکار بنا دیا ہے۔ یہ درست ہے کہ مغربی دنیا کی جانب سے افغانستان، پاکستان، عراق، شام اور لیبیا وغیرہ میں کئے جانے والے اقدامات سے مسلمانوں کے اندر غم و غصہ کی آگ بھڑک رہی ہے اور وہ ڈرون حملوں میں مرنے والے بے گناہ افراد کی موت پر نوحہ کناں بھی ہیں۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مغربی دنیا میں موجود مسلمانوں کی زندگیوں کو بھی خطرے میں ڈال دیا جائے۔ ظاہر ہے کہ جب برطانیہ کی گلیوں میں القاعدہ سے متاثر ہونے والے افراد لوگوں کے گلے کاٹنے شروع کر دیں گے تو کیا برطانوی حکومت اس پر خاموش رہے گی اور کیا انتہا پسند اور نسل پرست بھی سرگرم ہو کر مسلمانوں کا جینا حرام نہیں کر دیں گے۔ برطانیہ کے نسل پرست یہ نہیں دیکھیں گے کہ مسلمانوں میں بھاری اکثریت پر امن ہے اور اس کا انتہا پسندی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ صرف یہ دیکھا جائے گا کہ مسلمانوں نے ان کی سٹریٹس میں خون بہایا ہے۔ 7/7 کے واقعات کی برطانوی اور مغربی اقدام کے دلوں میں یاد ابھی تازہ ہے۔ ان واقعات کے فوراً

بعد برطانیہ میں انسدادِ دہشت گردی کے قوانین کو مزید سخت بنا دیا گیا تھا۔ امیگریشن پر پہرے لگا دیئے گئے۔ مسلمانوں کی نگرانی کی جانے لگی اور اسی دوران دہشت گردی کے ایسے کئی منصوبے ناکام بنا دیئے گئے جن میں ہزاروں افراد کی جان جاسکتی تھی۔ درجنوں دہشت گردوں کو عدالتوں کی جانب سے سزائیں دلوائی گئیں اور ان کیسوں کو قبل از وقت بے نقاب کر دیا گیا۔ ان میں ملوث افراد میں سے زیادہ کا تعلق پاکستان سے تھا۔ تاہم شاید برطانوی پولیس اس حقیقت کی طرف زیادہ توجہ نہیں دے سکی کہ برطانیہ میں سیاہ فام مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد بھی موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پولیس کی نظریں ان دو افراد پر نہیں پڑی اور اس نے ان کی نگرانی بھی نہیں کی۔ یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پولیس کو ان کے بارے میں معلومات ہوں مگر ان کے خلاف اس کے پاس شاید اس قدر ثبوت نہیں ہوں گے کہ ان پر ہاتھ ڈالا جاسکتا۔ ویسے بھی ان افراد نے بم و □ غیرہ کے ذریعے بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے کا منصوبہ بندی کرنے کی بجائے شاید اس بات پر اکتفا کیا کہ ایک بے گناہ شخص کو انتہائی بے دردی سے قتل کر کے وہ ساری دنیا کے میڈیا کی توجہ حاصل کر لیں گے۔ انہوں نے جس طرح سوچا ہوگا، شاید بالکل ویسا ہی ہوا ہے۔ مگر انہوں نے شاید یہ خیال نہیں کیا کہ اس کے بعد مغربی دنیا میں آکر بسنے والے مسلمان اقتصادی امیگرنٹس کا کیا بنے گا۔ جنہوں نے ان ممالک کو اپنا وطن بنا لیا ہے اور ان کی کئی نسلیں ان ممالک میں بڑی ہو چکی ہیں۔ لندن اور برطانیہ کے دوسرے شہروں میں القاعدہ کے یہ دہشت گرد اور طالبان اس انداز میں راج کریں، یہ بات برطانوی حکومت اور عوام کی تو قابل قبول نہیں ہوگی۔ مگر یہ بات مغرب میں بسنے والے مسلمانوں کو بھی کسی صورت قبول نہیں ہے۔ اس ایک واقعہ کے بعد برطانیہ مسلمانوں کو جس ردعمل کا سامنا ہو گا اس کا انہیں سامنا تو کرنا ہی ہوگا مگر برطانوی مسلمانوں کو بھی یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ ان کی نئی نسلیں کس طرف جارہی ہیں؟ ایک انتہا یہ ہے کہ بعض پاکستانی مسلمان چائلڈ سیکس گرومنگ کے کیسوں میں ملوث ہو کر ساری کمیونٹی کے لئے بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔ دوسری انتہا یہ ہے کہ بعض نام نہاد مسلمان پوپے کو نذر آتش اور برطانوی فوجیوں کے خلاف احتجاجی مظاہرے کر کے وائیڈر کمیونٹی کے اندر مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلا رہے ہیں۔ اس کا سب سے زیادہ فائدہ انگلش ڈیفنس لیگ کو ہو رہا ہے۔ جس نے چائلڈ سیکس گرومنگ کے کیسوں کو خوب اچھالا اور برطانوی عوام کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف خوب نفرت بھرنے کی کوشش کی۔ اب وہ ان انتہا پسندوں کی ویڈیوز کو استعمال کر کے مسلمانوں کی ناک میں دم کر دے گی۔ تاہم اس سارے سلسلے میں یہ بات انتہائی خوش آئند ہے کہ برطانوی وزیراعظم ڈیوڈ کیمرن، مینر آف لندن بورس جانسن نے حقیقی قیادت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دہشت گردی کے اس واقعہ کو مسلمانوں کے کھاتے میں نہیں ڈالا بلکہ اس کو اسلام کے نام پر مسلمانوں کے ساتھ دشمنی قرار دیا ہے۔ برطانوی قیادت کی اس فہم و فراست والی پالیسی کے نتیجے میں اگرچہ برطانوی مسلمانوں کو اطمینان ملے گا تاہم انہیں آئندہ چند ہفتوں اور مہینوں میں محتاط بھی رہنا پڑے گا کیونکہ دائیں بازو کی انتہا پسند پارٹیاں اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیں گی۔ یہ لوگ نہ صرف مسلمانوں پر حملے کر سکتے ہیں بلکہ سفید فام کمیونٹی کو ان کے خلاف کرنے کے لئے بھی منفی مہم چلائیں گے۔